# فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا ثبوت ہے؟

(جواب): جی ہاں، فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا ثابت ہے۔

❀ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ.

''ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے موت کے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 9928؛ عمل اليوم والليلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الكبير للطّبراني : 134/8؛ صحيح ابن حبّان كما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر : 259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کمافی التذکرۃ للقرطبی : ۲۴)، حافظ منذری رحمہ اللہ (الترغیب والترغیب : ۲۴۶۸)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار : ۲/ ۲۷۸)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

(النکت علی ابن الصلاح:۲/۴۷۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

**سوال**: کیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ''شین'' کو ''سین'' پڑھتے تھے؟

**جواب**: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ أَفْصَحِ النَّاسِ لَا كَمَا يَعْتَقِدُهٗ بَعْضُ النَّاسِ أَنَّ سِينَهٗ كَانَتْ شِينًا، حَتّٰى إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَرْوِي حَدِيثًا فِي ذٰلِكَ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : إِنَّ سِينَ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِينٌ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فصیح اللسان تھے، جبکہ بعض لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ''سین'' (زبان میں لکنت کی وجہ سے) دراصل ''شین'' ہوتی تھی۔ بعض نے تو اس بارے میں ایک بے اصل حدیث نقل کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال کی سین اللہ تعالیٰ کے ہاں شین ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 305/8)

**سوال**: کیا بلال رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے مکہ میں اذان کہی؟

**جواب**: حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ ذٰلِكَ إِلَّا فِي أَسَانِيدَ ضَعِيفَةٍ لَا يُعَوَّلُ عَلَيْهَا، وَالَّذِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَنَطَقَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ أَنَّ الْأَذَانَ إِنَّمَا شُرِعَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ، وَأَنَّهٗ لَمْ يُؤَذِّنْ قَبْلَهَا بِلَالٌ وَلَا غَيْرُهٗ .

''یہ بات ضعیف اور غیر معتبر روایات میں مروی ہے، جو بات اکثر اہل علم نے

کی ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں، وہ یہ ہے کہ اذان ہجرت کے بعد مشروع ہوئی، اس سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ یا کسی اور نے اذان نہیں کہی۔''

(الفتاوی الفقهية الكبرىٰ :1/150)

**سوال**: کیا اذان سننے والا کھڑا شخص بیٹھ سکتا ہے، یا بیٹھا شخص کھڑا ہو سکتا ہے؟

**جواب**: حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذُكِرَ فِي السُّؤَالِ مِنْ أَنَّ السَّامِعَ لِلْمُؤَذِّنِ فِي حَالِ قِيَامِهِ لَا يَجْلِسُ، وَفِي حَالِ جُلُوسِهِ يَسْتَمِرُّ عَلٰى جُلُوسِهِ لَا أَصْلَ لَهٗ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا وَرَدَ قَطُّ فِي حَدِيثٍ لَا صَحِيحٍ، وَلَا ضَعِيفٍ، وَلَا ذَكَرَهٗ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كُتُبِ الْفِقْهِ .

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ اذان سننے والا اگر کھڑا ہے، تو وہ بیٹھ نہیں سکتا اور جو بیٹھا ہے، وہ بھی بیٹھا ہی رہے گا (کھڑا نہیں ہو سکتا۔) اس کی حدیث میں کوئی اصل نہیں، کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں اس کا ذکر تک نہیں اور نہ ہی ہمارے کسی فقیہ نے اسے فقہ کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔''

(الحاوي للفَتاوي :1/37)

**سوال**: اہل میت کے ہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر میت کے گھر والے کھانا تیار کریں، تو کھانے میں کوئی حرج نہیں، اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، البتہ اہل محلّہ، رشتہ داروں اور دوستوں کو چاہیے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کریں، کیونکہ وہ غم میں ہیں اور ان کی عورتیں سوگ میں ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ شَغَلَهُمْ .

''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کریں، کیونکہ انہیں (جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی) مصیبت نے پریشان کر رکھا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 205/1، سنن أبي داود : 3132، سنن التّرمذي : 998، سنن ابن ماجه : 1610، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۳۷۷) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُحِبُّ لِجِيرَانِ الْمَيِّتِ أَوْ ذِي قَرَابَتِهٖ أَنْ يَعْمَلُوا لِأَهْلِ الْمَيِّتِ فِي يَوْمِ يَمُوتُ، وَلَيْلَتِهٖ طَعَامًا يُشْبِعُهُمْ فَإِنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ، وَذِكْرٌ كَرِيمٌ، وَهُوَ مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْخَيْرِ قَبْلَنَا، وَبَعْدَنَا .

''میں پسند کرتا ہوں کہ میت کے پڑوسی یا رشتہ دار مرگ والوں کے لیے مرگ والے دن اور رات کھانا تیار کریں اور انہیں کھلائیں، کیونکہ یہ سنت ہے اور بہترین خیر خواہی ہے، یہ ہمارے پہلے اور بعد والے اہل خیر کا عمل ہے۔''

(الأمّ : 247/1)

تنبیہ:

❀ سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ .

''ہم مرگ والوں کے پاس اجتماع کرنے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 204/2، سنن ابن ماجه : 1612)

سند ضعیف ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے۔

**سوال**: کیا نوحہ کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بعض خواتین کو درے سے مارنا ثابت ہے؟

**جواب**: ثابت نہیں۔

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ بُكِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَأَبَوا إِلَّا أَنْ يَبْكُوا فَقَالَ عُمَرُ لِهِشَامِ بْنِ الْوَلِيدِ : قُمْ فَأَخْرِجِ النِّسَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : أُخْرِجُ عَلَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ : ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : أَمُخْرِجِيَّ أَنْتَ يَا بُنَيَّ فَقَالَ : أَمَّا لَكِ فَقَدْ أَذِنْتُ، فَجَعَلَ يُخْرِجُهُنَّ امْرَأَةً امْرَأَةً وَهُوَ يَضْرِبُهُنَّ بِالدِّرَّةِ حَتّٰى خَرَجَتْ أُمُّ فَرْوَةَ يَعْنِي بِنْتَ أَبِي قُحَافَةَ .

”جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، تو ان پر رویا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: زندوں کے رونے کی وجہ سے مرنے والے کو عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن لوگوں نے رونا جاری رکھا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام بن ولید سے فرمایا: اُٹھیے اور عورتوں کو باہر نکالیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے ہشام!) آپ اندر جائیے، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ وہ اندر داخل

ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا! کیا آپ مجھے بھی باہر نکالیں گے؟ ہشام بن ولید نے کہا: آپ کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پھر وہ ایک ایک عورت کو باہر نکالتے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُسے درہ مارتے، یہاں تک کہ سیدہ اُم فروہ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہا بھی باہر نکل گئیں۔''

(طبقات ابن سعد: 208/3، تغليق التّعليق لابن حجر: 325/3)

سند ضعیف ہے۔

① زہری کا عنعنہ ہے۔

② سعید بن مسیّب نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

**سوال**: کیا مسلمان ''مسلمان'' کے علاوہ کوئی نام رکھ سکتے ہیں؟

**جواب**: نام کوئی بھی رکھا جا سکتا ہے، اس میں ممانعت نہیں۔

❀ سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُدْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللّٰهِ.

''مسلمانوں کو ان کے اُن ناموں کے ساتھ پکاریں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام رکھے ہیں، یعنی مسلمان، مومن، عبداللہ۔''

(مسند الإمام أحمد: 130/4، سنن التّرمذي: 2863، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۳۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۳۳) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (۸۶۳) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ عَلٰى شَرْطِ الْأَئِمَّةِ صَحِيحٌ مَّحْفُوظٌ.

''یہ حدیث ائمہ کی شرائط پر صحیح اور محفوظ ہے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۱۹۷) نے ''حسن'' کہا ہے۔

**سوال**: کیا یزید بن معاویہ رحمہ اللہ ناصبی تھے؟

**جواب**: یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کا ناصبی ہونا ثابت نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِلْوَزِيرِ الْمَغُولِيِّ : لِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ عَنْ يَزِيدَ وَهٰذَا [تَتْرٰى؟] قَالَ : قَدْ قَالُوا لَهُ إِنَّ أَهْلَ دِمَشْقَ نَوَاصِبُ قُلْتُ بِصَوْتٍ عَالٍ : يَكْذِبُ الَّذِي قَالَ هٰنَا وَمَنْ قَالَ هٰذَا : فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا فِي أَهْلِ دِمَشْقَ نَوَاصِبُ وَمَا عَلِمْتُ فِيهِمْ نَاصِبِيًّا وَلَوْ تَنَقَّصَ أَحَدٌ عَلِيًّا بِدِمَشْقَ لَقَامَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ لٰكِنْ كَانَ قَدِيمًا لَمَّا كَانَ بَنُو أُمَيَّةَ وُلَاةَ الْبِلَادِ بَعْضُ بَنِي أُمَيَّةَ يَنْصِبُ الْعَدَاوَةَ لِعَلِيٍّ وَيَسُبُّهُ وَأَمَّا الْيَوْمُ فَمَا بَقِيَ مِنْ أُولٰئِكَ أَحَدٌ .

''میں نے وزیر مغولی سے کہا کہ وہ یزید کو برا بھلا کیوں کہتا ہے، کیا یہ نقل متواتر ہے؟ تو وزیر مغولی نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اہل دمشق (اہل شام) ناصبی ہیں۔ میں (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے بآواز بلند کہا: جس نے بھی یہ کہا ہے، جھوٹ بولا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اللہ کی قسم! اہل دمشق (اہل شام) ناصبی نہیں ہیں، جہاں تک میں جانتا ہوں، ان میں کوئی بھی ناصبی نہیں ہے۔ بلکہ دمشق میں اگر کوئی شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کر دے، تو مسلمان اس پر

چڑھ دوڑتے ہیں۔البتہ کافی پہلے جب بنوامیہ کی حکومت تھی،تو بنوامیہ کے کچھ لوگ ایسے تھے،جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتے تھے اور انہیں برا بھلا کہتے تھے،مگر اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ: 488/4)

**۱۷،جون،۲۰۲۰ء**